17

اللہ تعالیٰ نے جو عبادتیں مقرر فرمائی ہیں اُن کے بغیر انسان کی روحانی زندگی کبھی قائم نہیں رہ سکتی

(فرمودہ 29 مئی 1953ء بمقام ربوہ)

تشہّد، تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

''اللہ تعالیٰ نے انسان کی روحانی ترقی اور اس کی اصلاح کے لیے مختلف عبادتیں مقرر فرمائی ہیں جن میں سے چار عبادتیں فرض ہیں۔ اور ہر مومن کے لیے جس میں کسی قسم کی طاقت بھی پائی جاتی ہے ان عبادات کا بجالانا ضروری ہوتا ہے۔ یعنی نماز، روزہ، زکوۃ اور حج۔ لیکن ان عبادتوں کے ادا کرنے میں کبھی کبھی انسان معذور بھی ہوجاتا ہے۔ مثلاً انسان بیمار ہوتا ہے تو وہ نماز میں کھڑا نہیں ہوسکتا یا بعض دفعہ بیٹھ کر بھی نماز ادا نہیں کرسکتا یا لیٹ کر بھی نماز ادا نہیں کرسکتا۔ بعض اوقات اس کے دماغ پر ایسا اثر ہوتا ہے کہ وہ نماز کے کلمات دُہرا نہیں سکتا۔ نماز کے کلمات اُسے یاد نہیں رہتے۔ لیکن دوسری طرف نماز انسان کی اصلاح کا ذریعہ بھی ہے۔ جس طرح غذا انسانی جسم کی اصلاح کا ذریعہ ہے نماز روحانی جسم کی اصلاح کا ذریعہ ہے۔ جس طرح ایک بیمار جسم محض یہ کہہ کر اس بات سے بچ نہیں سکتا کہ وہ بیمار ہے اور بیمار ہونے کی وجہ سے وہ روٹی نہیں کھا سکتا، اِسی طرح ایک روحانی جسم بھی یہ کہہ کر موت سے نہیں بچ سکتا کہ وہ بیمار ہے اور نماز نہیں پڑھ سکتا۔ باوجود اِس کے کہ ایک شخص بیمار ہے اور وہ کھانا کھا ہی نہیں سکتا۔

مثلاً اُس کے گلے میں ورم ہوگیا ہے یا جبڑا اجڑ گیا ہے یا معدہ غذا کو اپنے اندر رکھ نہیں سکتا یا غذا کو انتڑیوں کی طرف دھکیل دیتا ہے یا منہ کی طرف سے باہر پھینک دیتا ہے یا کوئی رسولی پیدا ہوگئی ہے یا سرطان ہوگیا ہے اور غذا معدہ میں ٹھہرتی نہیں بلکہ قے ہوجاتی ہے یا غذا معدہ کے اندر جاتی نہیں یا انتڑیوں میں کوئی بیماری لاحق ہے اس لیے انتڑیوں میں غذا ٹھہرتی نہیں یا پچتی نہیں۔ ان وجوہات سے انسان غذا سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا اور غذا نہ کھانے کا نتیجہ موت ہے۔ لیکن اس وجہ سے کہ کوئی شخص بیمار ہے اور وہ روٹی نہیں کھا سکتا ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ مرے گا نہیں اس لیے کہ روٹی کے بغیر انسانی جسم بچ نہیں سکتا۔ باوجود اس کے کہ اُس کا روٹی نہ کھانا منہ بند ہوجانے کی وجہ سے ہوتا ہے، باوجود اس کے کہ اُس کا روٹی نہ کھانا گلے میں سوزش کی وجہ سے ہوتا ہے، باوجود اِس کے کہ اس کا روٹی نہ کھانا معدہ میں رسولی کی وجہ سے ہوتا ہے۔ باوجود اِس کے کہ اُس کا معدہ غذا قبول نہیں کرتا یا کھانا قے کر کے باہر نکال دیتا ہے یا انتڑیوں کی طرف دھکیل دیتا ہے، باوجود اِس کے کہ اُس کا روٹی نہ کھانا اِس وجہ سے ہوتا ہے کہ اس کی انتڑیوں میں سوزش ہوتی ہے اور وہ غذا کو اندر ٹھہرنے نہیں دیتیں یا مثلاً قولنج کا دورہ ہوجاتا ہے اور غذا کھانا ناممکن ہوجاتا ہے۔ اور باوجود اِس کے کہ یہ وجوہ اُسے معذور قرار دیتے ہیں پھر بھی وہ روٹی نہ کھانے کی وجہ سے مرے گا۔ اس لیے کہ انسانی جسم روٹی کھائے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا۔ اِس کے لیے کوئی عذر مسموع نہیں ہوگا، کوئی دلیل قبول نہیں ہوگی، کوئی مجبوری تسلیم نہ کی جائے گی۔ اصل چیز یہ ہے کہ روٹی کھائی نہیں گئی۔ خواہ روٹی نہ کھانا کسی شرارت کی وجہ سے تھا یا کسی مجبوی کی وجہ سے تھا انسان بہرحال مرے گا۔

یہی حال نماز کا بھی ہے۔ اگر کوئی شخص نماز پڑھنے سے معذور ہوجاتا ہے۔ خواہ کسی وجہ سے ہو جائز وجہ سے ہو یا ناجائز وجہ سے اُس کی روحانیت مرجاتی ہے کیونکہ روحانیت کی زندگی نماز سے وابستہ ہے۔ اگر کوئی شخص نماز نہیں پڑھے گا تو وہ مرے گا۔ بالکل اُسی طرح جس طرح ایک شخص روٹی نہ کھائے تو اُس کا انجام موت ہوتا ہے۔ کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ وہ کیوں مرے گا اُس نے جان کر تو ایسا نہیں کیا۔ اُس کا گلا سُوجا ہوا تھا اِس لیے وہ روٹی نہیں کھا سکا، اُس کا پیٹ سُوجا ہوا تھا اس لیے وہ روٹی نہیں کھا سکا۔ اُس کی انتڑیوں میں سوزش تھی اس لیے وہ روٹی نہیں کھا سکا۔ اُس کا جبڑا اجڑ گیا تھا اس لیے وہ روٹی نہیں کھا سکا۔ باوجود اِس کے کہ اُس کا گلا خراب تھا اِس لیے وہ کھانا نہیں کھا سکا وہ پھر بھی مرے گا۔

باوجود اِس کے کہ اُس کے معدہ میں رسولی تھی جس کی وجہ سے غذا معدہ کے اندر ٹھہر نہیں سکتی تھی اس لیے اس نے روٹی نہیں کھائی وہ پھر بھی مرے گا۔ باوجود اِس کے کہ اُس کی انتڑیوں میں سوزش تھی جس کی وجہ سے اُس کی غذا وہاں ٹھہر نہ سکی۔ اُس نے کوئی شرارت نہیں کی مگر وہ روٹی نہ کھانے کی وجہ سے پھر بھی مرے گا۔ اسی طرح باوجود اس کے کہ ایک شخص کسی جائز عذر کی وجہ سے نماز نہیں پڑھتا وہ مرے گا۔ بعض لوگ عدمِ فراست اور عدمِ شناخت کی وجہ سے یہ خیال کر لیتے ہیں کہ چونکہ وجہ جائز ہے اس لیے نتیجہ نہیں نکل سکتا اُن کا یہ خیال درست نہیں۔ وجہ جائز ہو یا ناجائز نتیجہ ضرور نکلے گا۔ تم اپنے سر پر اپنی کمائی سے خریدا ہوا تیل لگاؤ یا چوری سے حاصل کیا ہوا تیل لگاؤ سر ضرور چکنا ہوگا۔ یہ نہیں کہ اپنی کمائی سے حاصل کردہ تیل سے سر چکنا ہوجاتا ہے اور چوری کے تیل سے سر سُوکھا رہ جاتا ہے۔ یہ نہیں کہ اپنی کمائی سے حاصل کئے ہوئے کپڑے سے تمہارا جسم ڈھک جائے اور چوری کئے ہوئے کپڑے سے جسم نہ ڈھکے۔ کپڑا چاہے چوری کا ہو یا اپنی کمائی سے خریدا ہوا اُس سے جسم ڈھک جائے گا۔ جیسے اپنی کمائی سے خریدے ہوئے کپڑے سے جسم ڈھک جاتا ہے اِسی طرح چوری سے حاصل کئے ہوئے کپڑے سے بھی جسم ڈھک جاتا ہے۔ نتیجے دونوں کے ایک سے ہوں گے۔ روٹی کا نہ کھانا تو انسان پھر بھی برداشت کرسکتا ہے۔ مثلاً وہ خیال کرسکتا ہے کہ اگر وہ مرجائے گا تو کیا ہوگا۔ اُسے اگلے جہان میں تو زندگی ملے گی یعنی اُسے موت کے بعد اگلے جہان کی زندگی مل جاتی ہے۔ لیکن روحانی موت کا کوئی قائم مقام نہیں۔ جسمانی موت کے متعلق تو تم کہہ دوگے سارے لوگ مرتے ہیں ہمیں موت آجائے گی تو کیا ہوا اگلے جہان میں ہمیں زندگی مل جائے گی۔ لیکن اگر تمہیں روحانی موت آجائے تو تم کیا کروگے؟ روحانی موت کا تو کوئی قائمقام نہیں۔ اس لیے ضروری تھا کہ اللہ تعالیٰ اِس کا کوئی علاج مقرر کرے۔ چنانچہ اصلاحِ نفس کے جتنے فرائض مقرر ہیں اللہ تعالیٰ نے اُن کے قائمقام بھی مقرر کردیئے ہیں۔ یعنی اگر تم فلاں فرض ادا نہ کرسکو تو فلاں چیز اس کا قائمقام ہو جائے گی۔ مثلاً اگر تم کھڑے ہو کر نماز نہیں پڑھتے تو تم بیٹھ کر نماز پڑھ لو۔ یہاں تک تو جسمانی طور پر بھی قائمقام مقرر ہے۔ مثلاً اگر تم روٹی نہیں کھا سکتے تو چاول کھالو۔ پھر فرمایا اگر تم بیٹھ کر نماز نہیں پڑھ سکتے تو لیٹ کر نماز پڑھ لو۔ جسمانی طور پر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اگر تم چاول نہیں کھا سکتے تو تم حریرہ[1] استعمال کرلو، دودھ کی لسی پی لو۔ فرمایا اگر تم لیٹ کر بھی نماز نہیں پڑھ سکتے تو تم اشارہ سے نماز ادا کرلو۔ یہاں جسم کا قائم مقام ختم ہوجاتا ہے۔ اِس سٹیج پر

جسم موت قبول کر لیتا ہے۔ سوائے اِس کے کہ ڈاکٹر معدہ میں سوراخ کر کے غذا داخل کر دے یا ٹیکے کے ذریعہ غذا جسم کے اندر پہنچا دے۔ یا نمک کا پانی جسم میں داخل کر دے۔ اس سے عارضی زندگی تو مل سکتی ہے مستقل زندگی نہیں مل سکتی۔ لیکن روحانی لحاظ سے یہاں قائم مقام مقرر ہے۔ مثلاً اگر وہ کسی طرح بھی نماز ادا نہیں کر سکتا تو وہ سُبْحَانَ اللّٰہ ، سُبْحَانَ اللّٰہ ہی کہتا رہے۔ پھر ایسا وقت بھی آ سکتا ہے کہ انسان سُبْحَانَ اللّٰہ بھی نہ کہہ سکے۔ مثلاً وہ بیہوش ہو جائے اور سُبْحَانَ اللّٰہ یا دوسرے کلمات بھی نہ دُہرا سکے تو شریعت کہتی ہے کہ اگر تم سُبْحَانَ اللّٰہ بھی نہیں کہہ سکتے تو اگر تمہارا ارادہ یہ تھا کہ تم ساری عمر نماز پڑھو گے تو تمہاری بیہوشی ہی نماز کی قائم مقام ہو جائے گی اور بعد میں اگر افاقہ ہو جائے تو تمام نماز ظاہراً بھی ادا کر سکو گے۔

یہی حال روزے کا ہے۔ سارے لوگ روزے نہیں رکھ سکتے۔ لیکن روزہ روحانی زندگی کے لیے ضروری ہے۔ قرآن کریم خود کہتا ہے کہ بیمار روزہ نہ رکھے 2۔ بلکہ جنہوں نے قرآن کریم اور احادیث پر غور کیا ہے انہوں نے فتویٰ دیا ہے کہ جو شخص باوجود بیمار ہونے کے فرضی روزہ رکھے گا وہ گنہگار ہوگا۔ پھر سفر میں بھی روزہ رکھنا جائز نہیں 3۔ فرضی روزہ سفر میں نہیں رکھا جا سکتا۔ ہاں نفلی روزے رکھے جا سکتے ہیں۔ اگر کوئی سفر میں روزہ رکھے گا تو خدا تعالیٰ کے نزدیک وہ فرضی روزہ نہیں ہوگا نفلی روزہ ہوگا۔ لیکن بیماری میں کوئی روزہ نہیں۔ بیماری میں نہ فرضی روزہ رکھا جا سکتا ہے اور نہ نفلی روزہ۔ سفر میں تو اگر کوئی روزہ رکھے گا تو خدا تعالیٰ کے نزدیک وہ روزہ نفلی شمار ہوگا۔ لیکن اگر کوئی بیماری میں روزہ رکھے گا تو وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک نہ نفلی روزہ شمار ہوگا اور نہ فرضی روزہ۔ خدا تعالیٰ کے نزدیک وہ کچھ بھی نہیں ہوگا۔ لیکن روح کے لیے غذا کی بہرحال ضرورت ہے۔ اس کا علاج کیا ہے؟ رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ روزے کے دو حصے ہیں۔ ایک حصہ ظاہری غذا کا ترک کرنا ہے اور ایک حصہ بعض روحانی افعال ہیں 4 مثلاً بے ایمانی نہ کرنا، بددیانتی نہ کرنا، جھوٹ نہ بولنا، فریب نہ کرنا، جھگڑا نہ کرنا، حرامکاریوں سے بچنا۔ اگر انسان اس حصہ کو پورا نہیں کرتا تو خدا تعالیٰ کے نزدیک اُس کا روزہ روزہ نہیں۔ خدا تعالیٰ کے نزدیک وہ محض بھوکا مرتا ہے۔ گویا روزے کے دو حصے ہیں۔ ایک روحانی اور ایک جسمانی۔ جو شخص جسمانی روزہ نہیں رکھ سکتا اور وہ روحانی روزہ رکھتا ہے تو اُس کا روحانی روزہ جسمانی روزہ کی کمی کو پورا کر دے گا۔ لیکن ظاہری غذا میں یہ بات نہیں۔ ظاہری غذا نہ بھی ملے تو کوئی حرج نہیں۔ انسان مرے گا

تو اُسے نئی زندگی مل جائے گی۔ لیکن روحانی لحاظ سے اگر غذا نہیں ملتی تو اس کا قائم مقام ملنا ضروری ہے۔ کیونکہ اس کے بغیر گزارہ نہیں ہوسکتا اس لیے خدا تعالیٰ نے ہر روحانی غذا کا قائم مقام رکھا ہے۔ چنانچہ روزہ کا بھی قائم مقام موجود ہے۔ لیکن کتنا بدقسمت ہے وہ شخص جو روزہ سے محروم رہتا ہے۔ حالانکہ یہ سب سے پہلی چیز ہے جو انسان کے اخلاق اور اس کے ایمان کی کیفیت کا اظہار کرتی ہے۔ مجھے نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہماری جماعت نے بھی اس طرف پوری توجہ نہیں دی۔

جب ربوہ کی بنیاد رکھی گئی تو اِس بات کا اعلان کیا گیا تھا کہ یہاں صرف مخلصین آباد کئے جائیں گے۔ لیکن آہستہ آہستہ جب آبادی بڑھی تو ہر قسم کے لوگ یہاں آنے شروع ہوگئے۔ اور اب تو یہ حالت ہے مجھے ایک شخص نے خط لکھا ہے کہ آپ تو کہتے تھے کہ یہاں مخلص آباد کئے جائیں گے لیکن مجھے تو یہ نظر آرہا ہے کہ ربوہ میں قادیان سے بھی زیادہ بے ایمان لوگ جمع ہوگئے ہیں۔ کئی دکاندار دھوکا باز ہیں، فریبی ہیں، وہ ایک روپیہ کی چیز پانچ روپیہ کو بیچتے ہیں اور پھر چندے بھی نہیں دیتے۔ دکانداروں کی فہرست میں سے جو 70,60 کی ہے 46 دکاندار نادہند ہیں۔ 13 شرح کے مطابق چندہ نہیں دیتے۔ صرف تین چار دکاندار ایسے ہیں جو منہ سے کہتے ہیں کہ ہم شرح کے مطابق چندہ دیتے ہیں۔ ممکن ہے یہ تین چار دکاندار بھی اپنے دعویٰ میں جھوٹے ہوں۔ اب یہ کونسا ایمان ہے؟ ایک شخص جو یہاں سے مدد حاصل نہیں کرتا وہ باہر کا آدمی ہے اور اُس سے غیر لوگ ہی سودا خریدتے ہیں وہ تو ایماندار ہے لیکن ربوہ کے دکاندار جن کو یہ سہولت حاصل ہے کہ انہیں گاہک تلاش نہیں کرنا پڑتے، ربوہ کے سارے لوگ انہی سے سودا خریدتے ہیں وہ بے ایمان ہیں۔

یہ بے ایمانی آگے کئی قسم کی ہے۔ مثلاً بعض دکاندار یہ نیت کر لیتے ہیں کہ ہم ٹیکس ادا نہیں کریں گے چنانچہ وہ نظر بچا کر اِدھر اُدھر بھاگنے کی کوشش کرتے ہیں۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ سارے دکاندار روزے رکھتے ہیں یا نہیں۔ اور اگر رکھتے ہیں تو کیا وہ بعض عوام والے روزے تو نہیں رکھتے کہ باہر نہ کھایا اور اندر کھالیا؟ لیکن اگر وہ روزہ رکھتے ہیں تو اس کا کیا فائدہ؟ روزہ تو دو چیزوں کے مرکب کا نام تھا لیکن تم نے جو چیز چھوڑی جاسکتی تھی۔ اُسے لے لیا اور جو چیز چھوڑی نہیں جاسکتی تھی اُسے چھوڑ دیا۔ روزے کا ایک حصہ تھا روٹی نہ کھانا۔ یہ حصہ بیماری اور سفر میں چھوڑا جاسکتا ہے۔ لیکن ایک حصہ روزہ کا ہے رزقِ حلال کھانا، گند نہ اچھالنا، جھوٹ نہ بولنا، دھوکا نہ دینا، فریب نہ کرنا۔ روزہ کا یہ حصہ کسی حالت میں

بھی چھوڑا نہیں جا سکتا۔ مجھے یہ یقین نہیں کہ تم سارے روزے رکھتے ہو۔لیکن اگر روزہ رکھتے ہوتو اِس کا فائدہ کیا کہ اِدھر روزے رکھتے ہواور اُدھر بے ایمانی کرتے ہو۔ میں سمجھتا ہوں کہ تم میں سے بہت سے آدمی جو اَب سرہلا رہے ہیں وہ بھی اِس بے ایمانی کے ذمہ دار ہیں ۔اگر تم اپنے عزیزوں اور دوستوں اور ماتحتوں کو بچاتے ہوتو تم بھی بے ایمان ہو۔ ورنہ تم ایسے لوگوں کو کیوں نہ پکڑواؤ۔ اگر ساری قوم یہ فیصلہ کرلے کہ وہ بددیانتی کو پنپنے نہیں دے گی تو کوئی دکاندار بے ایمانی نہیں کرسکتا ۔مثلاً یہاں کے تاجر کا کاروبار ہمارے سودا خریدنے پر چلتا ہے۔اب اگر کوئی تاجر جھوٹ بولتا ہےاور سودا خریدنے والے میں غیرت ہےتو وہ اُس سے سودا نہ لے۔اور اُس کے خلاف شور مچادے۔ پہلے وہ تحقیقات کرلے۔اگر تحقیقات کرنے پر یہ ثابت ہوجائے کہ وہ دکاندار جھوٹ بولتا ہےتو اُس سے سودا نہ خریدے۔اِسی طرح دوسرے لوگ کریں تو چند دنوں میں ہی دکانداروں کو ہوش آجائے۔ پس تم اِس بے ایمانی میں شریک ہو کیونکہ تم اُن کا ساتھ دیتے ہواور تمہاری یہ کوشش ہوتی ہے کہ وہ بے ایمانی میں اَور بھی بڑھیں۔

پھر جو ذمہ دار افسر ہیں وہ بھی ان کے ہم پیالہ وہم نوالہ ہیں۔مثلاً اگر کوئی دکاندار کسی افسر کا دوست ہے یا رشتہ دار ہے یا ہم قوم ہے یا ہم وطن ہے یا ہم علاقہ ہےتو وہ اس پر پردہ ڈالتا ہے۔حالانکہ قرآن کریم کہتا ہے کہ اگر تمہارا بیٹا یا تمہاری ماں یا تمہارا باپ بھی ہوتو تم اُس کی ناجائز حمایت نہ کرو5۔ کجا یہ کہ تم اُس کے ہم قوم ہو، یا ہم پیشہ ہو، یا ہم علاقہ ہو، یا ہم قرابت ہو۔ان چیزوں کی تو کوئی حقیقت ہی نہیں۔ رسول کریم ﷺ نے تو فرمایا ہے کہ تم اپنے سگے ماں باپ ، بھائی بہن اور بیٹے کی بھی ناجائز حمایت نہ کرو اگر واقع میں پریذیڈنٹ اور سیکرٹری ننگی تلواریں بن جائیں تو بے ایمانی ہو ہی نہیں سکتی۔ پہلے تو جو افسر رپورٹ کرتے ہیں اُنہی کی بے ایمانی کا پتا لگتا ہے۔ کیونکہ وہ لکھتے ہیں کہ انہیں موقع دیا گیا تھا لیکن ان کی اصلاح نہیں ہوئی۔سوال یہ ہے کہ اگر وہ بے ایمان ہےاور پھر اسے موقع دیا گیا ہوتو ایسا افسر بے ایمان ہےاور اس دکاندار کی بے ایمانی میں شامل ہے۔ بے ایمانی کے لئے کوئی موقع دینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اگر کسی شخص کی بے ایمانی ثابت ہوجاتی ہےتو اُسے اُسی جگہ روک لینا چاہیے۔ جو افسر اُسے موقع دیتا ہے وہ گویا یہ کہتا ہے کہ مَیں نے اُس کے ساتھ کافی دیر تک دَوڑ کی ہے۔لیکن اب تھک گیا ہوں اس لیے رپورٹ کرتا ہوں۔ پس افسر بھی اس بے ایمانی میں شریک ہیں۔

پھر مرکزی محکمہ یعنی نظارت امورعامہ جس کے سپرد یہ کام کیا گیا ہے وہ بھی اس میں شریک ہے۔ مثلاً میں نے ہدایت کی ہوئی تھی کہ جو دکاندار یہاں آئیں پہلے تم خود اُن کی تحقیقات کرو۔ اور پھر مجھ سے پوچھو اس کے بعد انہیں یہاں دکان کرنے کی اجازت دو۔ لیکن کئی ایسے دکانداروں کے نام میرے پاس آتے ہیں جنہیں میں نے اجازت نہیں دی۔ بلکہ بعض دکانداروں کا مجھے علم ہے کہ وہ بے ایمان ہیں۔ اور اگر مجھ سے پوچھ لیا جاتا تو میں انہیں کبھی اجازت نہ دیتا۔ شاید وہ ان لوگوں سے چند ٹکے لے لیتے ہیں اور انہیں دکان کی اجازت دے دیتے ہیں اور مجھ سے پوچھتے تک نہیں۔

تم رمضان میں اتنا کام تو کرو کہ ربوہ میں بے ایمانی کو ختم کر دو۔ اگر تم میں سے ہر ایک شخص میری اس ہدایت پر عمل کرے تو کوئی شخص یہاں بے ایمانی نہیں کرسکتا۔ تم یہ نیت کرلو کہ ہم نے اُس وقت تک سانس نہیں لینا جب تک کہ بے ایمانی کو ختم نہ کرلیں۔ تم اگر دیکھتے ہو کہ کوئی دکاندار بے ایمانی کرتا ہے تو بازاروں اور مسجدوں میں شور مچاؤ۔ میرے پاس رقعے بھیجو کہ آپ مجھے بے ایمان قرار دے دیں یا اُسے، مگر فیصلہ ضرور کریں۔ اگر تم میں سے ایک سو آدمی بھی ایسا کھڑا ہو جائے جو یہ نیت کرلے کہ انہوں نے بے ایمانی کو ختم کر دینا ہے تو دس دن میں بے ایمانی ختم ہو جاتی ہے اور اصلاح کی صورت نکل آتی ہے۔ رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ ادنیٰ ایمان یہ ہے کہ اگر کوئی شخص بُری بات دیکھے تو اُسے دل میں ناپسند کرے۔ اور اچھے ایمان کی علامت یہ ہے کہ اگر کوئی شخص بُری بات دیکھے تو وہ اُس کی اصلاح کی کوشش کرے 6۔ میں سمجھتا ہوں کہ تمہاری حالت ادنیٰ ایمان والی بھی نہیں۔ اگر تم اسے ناپسند کرتے تو تمہارے اندر سے کبھی تو آہ نکلتی۔ تمہارے ساتھ جو گزرتی ہے اُس پر تم شور مچاتے ہو۔ لیکن جو چیز تمہارے ساتھ نہیں ہوتی اگرچہ وہ تمہارے سامنے ہوتی ہے کہ تم اُس پر شور نہیں مچاتے۔ تم لوگوں میں غیرت نہیں۔ اگر تم میں غیرت ہوتی تو تم اپنے سامنے بے ایمانی ہوتے برداشت نہ کرسکتے۔

لوگوں نے بعض بہانے بنائے ہوئے ہیں۔ مثلاً میونسپل کمیٹی ہے۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ اگر میونسپل کمیٹی کا نقصان کر دیا تو کیا ہوا۔ اس لیے وہ ٹیکس ادا نہیں کرتے۔ حالانکہ وہ کمیٹی کو نقصان پہنچا کر تمام شہر کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ مثلاً یہاں گلیوں میں گند پڑا ہوتا ہے۔ اب میونسپل کمیٹی کے پاس روپیہ ہوگا تو وہ صفائی کا انتظام کرے گی۔ اگر اس کے پاس روپیہ نہیں ہوگا تو وہ کیا انتظام کرے گی۔ باہر سے آنے والے کہتے ہیں کہ کیا یہ احمدیت ہے؟ اگر تمہاری حکومت آئے گی تو تم گند ہی ڈالو گے اور کیا

کروگے۔ اور یہ اعتراض درست ہے۔ آخر یہ گند کیوں ہوتا ہے؟ یہ گند اس لیے ہوتا ہے کہ تم چوری کرتے ہو۔ تم میونسپل کمیٹی کو اُس کے مقرر کردہ ٹیکس ادا نہیں کرتے۔ گویا ایک چھوٹی سے چھوٹی بے ایمانی بھی جو تم گورنمنٹ سے کرتے ہو وہ تم پر پڑتی ہے۔ اس لیے کہ حکومت افراد سے بنتی ہے اور حکومت کو افراد نے ہی چلانا ہوتا ہے۔

ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس ایک شخص آیا۔ کسی دوست نے اُس کے متعلق بیان کیا کہ اس شخص میں بڑا اخلاص ہے۔ کیونکہ اس کے پاس یہاں آنے کے لیے کرایہ نہیں تھا یہ بغیر ٹکٹ خریدے یہاں آ گیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جیب سے ایک روپیہ نکالا اور اُس شخص سے کہا۔ یہ چوری ہے۔ یہ روپیہ لے لو اور جاتے ہوئے ٹکٹ خرید کر جاؤ۔ پس یہ حماقت ہے کہ گورنمنٹ، میونسپل کمیٹی یا انجمن کی چوری چوری نہیں۔ گورنمنٹ، میونسپل کمیٹی اور انجمن کی چوری بھی چوری ہے بلکہ وہ بڑی چوری ہے۔ کیونکہ تم اس چوری کے ذریعہ ہزاروں لاکھوں آدمیوں کو نقصان پہنچاتے ہو۔ اگر تم کسی فرد کی جیب سے روپیہ نکالتے ہو تو ہے تو یہ گندی چیز لیکن تم ایک شخص کو نقصان پہنچاتے ہو۔ لیکن اگر ڈاک خانہ، میونسپل کمیٹی، ریل یا گورنمنٹ کی چوری کرتے ہو تو لاکھوں لاکھ آدمیوں کو نقصان پہنچاتے ہو۔

پس تم اپنے اندر ایمانداری پیدا کرنے کی کوشش کرو ورنہ تمہارے روزے روزے نہیں۔ تم اگر جسمانی حصہ کو پورا کرتے ہو اور روحانی حصہ کو ترک کر دیتے ہو تو تمہارے روزے کا کوئی فائدہ نہیں۔ ظاہری روزہ سفر میں معاف ہے، بیماری میں معاف ہے، بڑھاپے میں معاف ہے۔ لیکن روحانی روزہ نہ سفر میں معاف ہے، نہ بڑھاپے میں معاف ہے اور نہ بیماری میں معاف ہے اور یہ روزہ سچ بولنے، جھوٹ سے بچنے، دھوکا، فریب سے بچنے اور حرامکاری نہ کرنے کا ہے۔ تم اگر بیمار ہوتے ہو، یا سفر میں ہوتے ہو تو تمہیں ظاہری روزہ معاف ہو جاتا ہے۔ لیکن روحانی روزہ نہ سفر میں معاف ہے نہ بیماری میں۔ کیونکہ جھوٹ بولنا، دھوکا دینا، بیماری میں یا بڑھاپے میں معاف نہیں ہو جاتے بلکہ پہلے سے بھی زیادہ سخت ہو جاتے ہیں۔ مثلاً تم پر بڑھاپا آتا ہے اور تم روزہ نہیں رکھتے تو لوگ کہتے ہیں اُس نے روزہ نہیں رکھا تو اچھا کیا ہے فقہاء نے بڑھاپے میں روزہ رکھنے سے منع کیا ہے۔ کیونکہ وہ کہتے ہیں بڑھاپا بھی ایک بیماری ہے اور بیماری میں روزہ رکھنا منع ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص بڑھاپے میں جھوٹ بولتا ہے،

فریب کرتا ہے یا حرام کاری کرتا ہے تو لوگ کہتے ہیں لعنت ہے اس شخص پر کہ یہ بڈھا بھی ہو گیا اور پھر بھی اُس نے جھوٹ بولنا، فریب کرنا، اور حرامکاری کرنا ترک نہیں کیا۔ گویا بڑھاپے میں یہ جُرم اَور بھی زیادہ ہو جاتا ہے۔

پس تم اپنے اندر نیکی پیدا کرو اور قوم کی اصلاح کرو۔ اگر تم اب اپنی قوم کی اصلاح نہیں کر سکتے تو آج سے سو دو سو سال کے بعد تمہاری جماعت ڈاکوؤں کی جماعت ہوگی۔ آج احمدیت کی تعلیم ابھی تازہ ہے، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی کے حالات جاننے والے ابھی موجود ہیں۔ اگر آج تم میں بے ایمانی پیدا ہو جاتی ہے، حرام خوری پیدا ہو جاتی ہے تو تمہارے مرکز میں آنے اور احمدیت قبول کرنے کا کیا فائدہ۔ اگر آج تم بے ایمانی اور حرام خوری کو نہیں نکال سکتے تو سو دو سو سال کے بعد تمہاری اولادیں اس کی اصلاح نہیں کر سکیں گی۔ وہ لوگ تو اُس وقت خوش ہوں گے۔ زندگی کے ہر شعبہ میں تم میں سے کچھ کمزور ہیں۔ تمہاری کمپنیاں ہیں تو ان میں سے بعض میں دھوکا بازی ہوتی ہے۔ تمہارے افراد تجارت کرتے ہیں تو ان میں سے بعض جھوٹ بولتے ہیں۔ تمہارے دکاندار ہیں تو ان میں سے بعض بے ایمان ہیں۔ انہیں یہ احساس ہی نہیں ہوتا کہ انہوں نے احمدیت کو زندہ درگور کر دیا ہے۔ جو شخص ظاہری موت قبول کرتا ہے اُسے اگلی زندگی مل جاتی ہے۔ لیکن جس کی روحانی زندگی ختم ہو جاتی ہے اُس کا کوئی علاج نہیں ہو سکتا۔ پس تم اپنے ماحول کا جائزہ لو۔ تم اِس وقت اِس مرض کا علاج کر سکتے ہو۔ کیونکہ تم اگر خدا تعالیٰ کی طرف ایک قدم اٹھاؤ گے تو خدا تعالیٰ تمہاری طرف دو قدم اٹھائے گا۔ لیکن اگر تم نے اِس وقت اس کی پروا نہ کی اور حرامخوری کی حقیقت کو نہ سمجھا تو تم نے اپنی موت کا خود فتویٰ دیدیا۔ جیسے عربی کی ایک مثل ہے کہ بکری نے اپنی موت خود اپنی ایڑی سے نکال لی[7]۔ کہتے ہیں کسی شخص نے ذبح کرنے کے لیے ایک بکری کو لٹایا ہوا تھا۔ لیکن چُھری مٹی کے نیچے دب گئی۔ بکری نے گھبرا کر لاتیں مارنی شروع کیں تو مٹی ہٹ گئی اور چُھری نکل آئی۔ اِس پر یہ مثل بن گئی کہ بکری نے اپنی لات سے اپنی موت نکال لی۔

تمہاری مثال بھی وہی ہوگی۔ تم اب ان برائیوں کو چھوڑ سکتے ہو۔ تم اب اپنی اصلاح کر سکتے ہو۔ جن باتوں کو لاکھوں لاکھ عیسائی کر رہا ہے وہ تم کیوں نہیں کر سکتے۔ تم میں سے ایک طبقہ کے سب کاموں میں حرامخوری اور بے ایمانی پائی جاتی ہیں۔ پھر دوسرے لوگ گونگے بن جاتے ہیں وہ بولتے

نہیں۔تم سب کو بولنا چاہیے۔تمہارے ہمسایہ میں آگ لگ جاتی ہے تو تم شور مچاتے ہو کہ آگ لگ گئی، آگ لگ گئی۔تم آسمان سر پر اٹھا لیتے ہو۔اس لیے کہ تمہیں خطرہ ہوتا ہے کہ آگ بڑھ کر تمہارے مکان کو بھی خطرہ میں ڈال دے گی۔ یہ بھی ایک آگ ہے جو تمہیں جلا ڈالے گی۔اور اگر فرض کرو کہ تم میں ابھی بے ایمانی پیدا نہیں ہوئی تو کل کو پیدا ہو جائے گی۔کیونکہ جب اپنے اردگرد بے ایمانی دیکھ کر لوگ اُسے برداشت کر لیتے ہیں تو دوسرے لوگ بھی بے ایمان ہو جاتے ہیں۔،،

(المصلح 17 جون 1953ء)

1: حریرہ: میٹھی اور گاڑھی چیز جو میدے کو کھانڈ میں گھول کر پکائی جاتی ہے۔(فیروز للغات اردو جامع فیروز سنز لاہور)

2، 3: وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ (البقرہ:186)

4: صحیح البخاری کتاب الصّوم باب مَنْ لَمْ يَدَعْ قَول الزّور والعمل بہٖ فی الصَّوم و ھَلْ يَقُوْلُ اِنّی صَائِمٌ اِذَا شُتِمَ۔

5: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ (النساء:136)

6: مسلم کتاب الایمان باب بیان کون النھی عنِ الْمُنْكَرِ مِنَ الْاِيْمَانِ (الخ)

7: كَالشَّاةِ تَبْحَثُ عن سکین جزّار (المستقصی فی امثال العرب الزمخشری باب الکاف مع الالف۔جزء2 صفحہ 206 بیروت 1987ء)